

کتابِ دانی ایل - نمبر پچاس

دانی ایل باب 8 کے نبوی اسرار کی رازگشائی: پلمونی کا مکاشفہ

Jeff Pippenger

2024-01-14

کتابِ دانی ایل کے باب آٹھ میں، دانی ایل کو بائبل کی نبوتوں میں مذکور بادشاہیوں کا ایک رؤیا دیا جاتا ہے، اور بعد ازاں وہ ایک آسمانی مکالمہ سنتا ہے جو سوال و جواب کی صورت میں ہے۔

پھر میں نے ایک مقدس کو کلام کرتے سنا، اور ایک دوسرے مقدس نے اُس مخصوص مقدس سے جو کلام کر رہا تھا کہا، یہ رؤیا کب تک رہے گی، جو دائمی قربانی اور اجڑ ڈالنے والی خطا کے بارے میں ہے، تاکہ مقدس اور لشکر دونوں پامال کیے جائیں؟ اور اُس نے مجھ سے کہا، دو ہزار تین سو دنوں تک؛ پھر مقدس پاک کیا جائے گا۔ دانی ایل 8:13، 14

پہلی بارہ آیات ایک رؤیا کو بیان کرتی ہیں، اور آیات تیرہ اور چودہ ایک اور رؤیا کی نشاندہی کرتی ہیں۔ جس طرح دو مختلف عبرانی الفاظ دونوں کا ترجمہ "away" "away" کیا گیا ہے، اور دو مختلف عبرانی الفاظ دونوں کا ترجمہ "sanctuary" کیا گیا ہے، اسی طرح دانیال باب آٹھ میں بھی دو مختلف عبرانی الفاظ ہیں جن دونوں کا ترجمہ "vision" کیا گیا ہے۔

جب 'away' 'away' کے طور پر ترجمہ کیے گئے دو الفاظ کی بات آتی ہے، تو ایڈونٹزم کے الہیات دان یہ استدلال کرتے ہیں کہ دونوں الفاظ کو 'remove' کے معنی میں سمجھا جانا چاہیے۔ جب 'sanctuary' کے طور پر ترجمہ کیے گئے دو الفاظ کی بات آتی ہے، تو ایڈونٹزم کے الہیات دان دلیل دیتے ہیں کہ دونوں الفاظ کا مفہوم 'sanctuary' 'sanctuary' ہونا چاہیے، اور جب 'vision' کے طور پر ترجمہ کیے گئے دو الفاظ کی بات آتی ہے تو ایڈونٹزم کے الہیات دان ایک بار پھر ان دونوں کے درمیان موجود فرق کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ یہ امتیاز دانی ایل کے نزدیک اتنا اہم تھا کہ اس نے جان بوجھ کر دو نہایت مختلف عبرانی الفاظ استعمال کیے، لہذا ہمیں اس امتیاز کی شناخت کرنی اور اسے برقرار رکھنا چاہیے۔ 'vision' کا لفظ آیت تیرہ میں عبرانی لفظ 'chazon' ہے، اور اس کے معنی خواب، مکاشفہ، یا نبوی پیغام—یعنی ایک رویا ہیں۔

لفظ "رویا" دانی ایل کے آٹھویں باب میں دس بار آتا ہے، لیکن یہ عبرانی کے دو مختلف الفاظ کی نمائندگی کرتا ہے۔ "Chazon" جو آیت تیرہ میں آتا ہے، آیت ایک میں بھی ملتا ہے، پھر آیت دو میں دو بار، ظاہرے آیت تیرہ میں، اور آیات پندرہ، سترہ اور چھبیس میں ایک ایک بار۔ دس میں سے سات بار جب دانی ایل کے آٹھویں باب میں لفظ "رویا" آتا ہے، تو وہ "chazon" ہوتا ہے، جس کا سادہ طور پر مطلب "ایک رویا" ہے۔

دانی ایل کے آٹھویں باب میں جب باقی تین مرتبہ لفظ "رویا" آتا ہے، تو وہ عبرانی لفظ "mareh" ہوتا ہے، جس کے معنی منظر یا ظہور ہیں۔ آٹھویں باب میں عبرانی لفظ "mareh" کا ترجمہ ایک بار "رویا" کے طور پر نہیں بلکہ "ظہور" کے طور پر کیا گیا ہے، یوں اس لفظ کے معنی زیادہ پوری طرح واضح ہو جاتے ہیں۔ دانی ایل نے دو مختلف عبرانی الفاظ کیوں استعمال کیے جو معنی کے اعتبار سے اتنے قریب ہیں کہ مترجمین انہیں ایک ہی لفظ سمجھ کر برتتے ہیں؟ کیا اس سے فرق پڑتا ہے؟

خدا کے کلام میں ہر اصول اپنی جگہ رکھتا ہے، ہر حقیقت کی اپنی معنویت ہے۔ اور مکمل ساخت، اپنے ڈیزائن اور تنفیذ میں، اپنے مصنف کی گواہی دیتی ہے۔ ایسی ساخت کا تصور یا تشکیل لامحدود کے سوا کوئی ذہن نہیں کر سکتا تھا۔ تعلیم، 123۔

دوسرے سوال کا جواب ہاں ہے: واقعی یہ اہم ہے کہ دانیال نے یہ امتیاز کیوں کیا؛ لہذا نبوت کے طالب علم کی ذمہ داری بن جاتی ہے کہ وہ پہلے سوال کو سمجھنے کی کوشش کرے، جو پوچھتا ہے کہ دانیال نے یہ امتیاز کیوں کیا۔ "sanctuary" کے طور پر ترجمہ ہونے والے لفظ اور "away" کے طور پر ترجمہ ہونے والے لفظ کے بارے میں اس نے جو امتیازات قائم کیے، ان کے ابدی نتائج ہیں؛ تو پھر "vision" کے طور پر ترجمہ ہونے والے لفظ کی اہمیت کو کم کیوں سمجھا جائے؟ "ہر حقیقت" کا "اپنا اثر" "کلام خدا میں" ہوتا ہے، اور وہ نبوی "ڈھانچے" پر اثر انداز ہوتی ہے، اور جب پیش گوئی "عمل میں لائی جاتی ہے" تو اس کی تکمیل پر بھی اثر ڈالتی ہے۔

جب ہم باب آٹھ میں لفظ "رؤیا" پر غور شروع کرتے ہیں، ایک "حقیقت" جو دانی ایل کی گواہی پر "اثر انداز" ہوتی ہے یہ ہے کہ دانی ایل باب آٹھ، آیت تیرہ کے سوال کا جواب یہ کہتے ہوئے کس نے دیا تھا: "دو ہزار تین سو دن تک؛ پھر مقدس پاک کیا جائے گا۔"

چار حقائق ہیں جن کا دانی ایل کی کتاب کے آٹھویں باب سے براہ راست تعلق ہے، جنہیں میں زیر بحث لانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ دریائے الائی کا رویا آخری دنوں کی پیشین گوئی کے طور پر قرار دیا گیا ہے، اور یہ دانی ایل کی کتاب کے 'علم' کی علامت بھی ہے جس کی 'مہر' 'وقتِ آخر' میں 1798 میں 'کھولی گئی'۔

کلام الہی کے کہیں زیادہ گہرے مطالعے کی ضرورت ہے۔ خصوصاً دانی ایل اور مکاشفہ پر ایسی توجہ دی جانی چاہیے جیسی ہماری خدمت کی تاریخ میں پہلے کبھی نہ دی گئی۔ رومی اقتدار اور پاپائیت کے بارے میں بعض پہلوؤں میں ہمیں شاید کم کہنا پڑے، لیکن ہمیں اس جانب توجہ دلانی چاہیے کہ انبیاء اور رسولوں نے روح خدا کے الہام کے تحت کیا لکھا ہے۔ روح القدس نے پیشین گوئی کے عطا کیے جانے میں بھی اور پیش کیے گئے واقعات میں بھی معاملات کو یوں ترتیب دیا ہے کہ انسانی وسیلہ نظروں سے اوجھل رہے، مسیح میں پوشیدہ رہے، اور آسمان کے خداوند خدا اور اس کی شریعت کی تعظیم و سربلندی ہو۔

دانیال کی کتاب پڑھو۔ وہاں پیش کی گئی سلطنتوں کی تاریخ کو نقطہ بہ نقطہ یاد کرو۔ مدبرین، شورا، طاقتور فوجیں دیکھو، اور دیکھو کہ خدا نے کس طرح انسانوں کے غرور کو پست کیا اور انسانی شوکت کو خاک میں ملا دیا۔ صرف خدا ہی عظیم دکھایا گیا ہے۔ نبی کے رویا میں وہ ایک زور آور حکمران کو گراتا اور دوسرے کو قائم کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ وہ کائنات کے فرمان روا کے طور پر ظاہر ہوتا ہے، جو اپنی ابدی بادشاہی قائم کرنے کو ہے—قدیم الایام، زندہ خدا، تمام حکمت کا سرچشمہ، حال کا حاکم، مستقبل کا آشکار کرنے والا۔ پڑھو اور سمجھو کہ جب انسان اپنی جان کو باطل کی طرف اٹھاتا ہے تو وہ کس قدر عاجز، کتنا ناتواں، کتنا جلد فنا ہونے والا، کتنا بھٹکنے والا، کتنا گناہگار ہے۔

روح القدس اشعیاء کے ذریعے ہماری توجہ کو خدا، یعنی زندہ خدا، پر مرکوز کرتا ہے—اُس خدا پر جو مسیح میں ظاہر ہوا ہے۔ "ہمارے لیے ایک بچہ پیدا ہوا، ہمیں ایک بیٹا بخشا گیا؛ اور حکومت اُس کے کندھے پر ہوگی؛ اور اُس کا نام عجیب، مشیر، خدائے قادر، ابدی باپ، سلامتی کا شہزادہ کہلائے گا" [اشعیاء 9:6]۔

وہ روشنی جو دانی ایل کو براہ راست خدا سے ملی تھی، خاص طور پر ان آخری دنوں کے لیے دی گئی تھی۔ وہ رؤیا جو اُس نے الائی اور حدیقل کے کناروں پر، جو سینعار کے عظیم دریا ہیں، دیکھیں، اب تکمیل کے مراحل میں ہیں، اور جن واقعات کی پیشگوئی کی گئی تھی وہ بہت جلد وقوع پذیر ہو چکے ہوں گے۔

اس وقت یہودی قوم کے حالات پر غور کریں جب دانیال کی پیشگوئیاں دی گئیں۔ بنی اسرائیل اسیری میں تھے، ان کا ہیکل تباہ ہو چکا تھا، ہیکل کی خدمت معطل تھی۔ ان کا مذہب قربانی کے

نظام کی رسومات کے گرد مرکوز ہو گیا تھا۔ انہوں نے ظاہری صورتوں کو سب کچھ سمجھ لیا تھا، جبکہ وہ سچی عبادت کی روح کھو بیٹھے تھے۔ ان کی عبادات مشرکانہ روایات اور رسوم سے آلودہ ہو گئی تھیں، اور قربانی کی رسومات ادا کرتے وقت وہ سائے سے آگے اصل حقیقت تک نہ دیکھتے تھے۔ وہ مسیح کو نہ پہچان سکے، جو انسانوں کے گناہوں کے لیے حقیقی قربانی ہے۔ خداوند نے ایسا کیا کہ قوم اسیری میں چلی جائے اور بیکل کی خدمات معطل ہو جائیں، تاکہ ظاہری رسومات ان کے مذہب کا کل سرمایہ نہ بن جائیں۔ ان کے اصول اور طریق عمل کو مشرکانہ اثرات سے پاک کیا جانا لازم تھا۔ رسومی عبادت اس لیے روک دی گئی کہ دلی عبادت پھر سے زندہ ہو۔ ظاہری جلال اس لیے اٹھا لیا گیا کہ روحانی حقیقت آشکار ہو۔

اسیری کی سرزمین میں، جب لوگ توبہ کے ساتھ خداوند کی طرف رجوع ہوئے تو اس نے اپنے آپ کو ان پر ظاہر کیا۔ انہیں اس کی حضوری کی ظاہری نمائندگی میسر نہ تھی؛ لیکن راستبازی کے آفتاب کی روشن کرنیں ان کے ذہنوں اور دلوں میں چمکیں۔ جب انہوں نے اپنی عاجزی اور مصیبت میں خدا کو پکارا، تو اس کے نبیوں کو ایسے مناظر عطا کیے گئے جنہوں نے مستقبل کے واقعات کو منکشف کیا—خدا کی قوم کے ستمگروں کی براندازی، نجات دہندہ کی آمد، اور ابدی بادشاہی کا قیام۔ مینسکرپٹ ریلیز، جلد 16، 333-335۔

یہ 'حقیقت' کہ دریائے الائی کی رؤیا آخری ایام کے لیے دی گئی تھی، اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ نبوت کا ایک طالب علم یہ سمجھنے کی کوشش کرے کہ اس نے ان واقعات کے بارے میں کیا پیشین گوئی کی ہے جن کی نمائندگی رؤیا میں کی گئی ہے۔ دریائے الائی کی رؤیا سے وابستہ نبوتی 'معاملات' روح القدس کی جانب سے 'تشکیل دیے گئے' تھے، 'چلے نبوت دیے جانے میں ہو یا پیش کیے گئے واقعات میں'۔ جب کسی نبی کو رؤیا ملتی ہے تو اس کے ساتھ کیا وقوع پذیر ہوتا ہے، نیز وہ نبوتی واقعات جن کی نبی نشاندہی کرتا ہے، ان دونوں کا مطالعہ کیا جانا چاہیے، اس علم کے ساتھ کہ یہ دونوں ان باتوں کی نبوتی نمائندگی ہیں جو آخری ایام میں پوری ہوں گی۔ پچھلا حوالہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ ہمیں یہ پہچاننا چاہیے کہ دانیال 'سات وقتوں' کی اسیری میں تھا۔

دانی ایل ان لوگوں کی نمائندگی کرتا ہے جو مکاشفہ باب گیارہ کے ساڑھے تین دنوں کے اختتام پر اپنی اسیری کو پہچانتے ہیں، جو پھر توبہ کے ساتھ خداوند کی طرف رجوع کرتے ہیں، احبار باب چھبیس کی دعا کے تقاضوں کو پورا کرتے ہیں، قیمتی کو ردی سے جدا کرتے ہیں، اور پھر خداوند اپنا یہ وعدہ پورا کرتا ہے کہ جو پراگندہ ہو گئے ہیں انہیں جمع کرے گا، جب وہ اپنے آپ کو ان پر ظاہر کرتا ہے۔ ان کی "توجہ کا سب سے بڑا مرکز" پھر "خدا جیسا کہ مسیح میں ظاہر ہوا ہے" ہوتا ہے۔

دریائے اولای کی رؤیا کی "اہمیت"، اور یہ کہ وہ اس نبوتی پیغام کی "ساخت" میں کیسے حصہ ڈالتی ہے جو مسیح نے "مرتب" کیا تھا، یہ پہلی "حقیقت" ہے جس پر ہم نے اختصاراً غور کیا ہے، اور مذکورہ عبارت یہ واضح کرتی ہے کہ ہمارا اصل مقصد خدا کا مکاشفہ ہونا چاہیے، جیسا کہ "مسیح میں ظاہر کیا گیا"۔ دانی ایل کے آٹھویں باب میں، مسیح کو ویسا پیش نہیں کیا گیا جیسا اشعیاء نے کیا تھا، جب اشعیاء نے یہ بیان کیا کہ مسیح کا "نام عجیب، مشیر، خدا قوی، باپ ابدیت، سلامتی کا شہزادہ کہلائے گا"۔ دانی ایل کے آٹھویں باب میں، خدا مسیح میں پلمونی کے طور پر ظاہر ہوتا ہے، یعنی "عجیب شمار کرنے والا" یا "رازوں کا شمار کرنے والا"۔

وہ "حقیقت" یہ تقاضا کرتی ہے کہ نام "پلمونی" کی "اہمیت" تلاش کی جائے، اور یہ بھی کہ وہ نام اس نبوت کی "ساخت" اور "خاکہ" میں کس طرح حصہ ڈالتا ہے۔ دانی ایل کے آٹھویں باب میں تیسری "حقیقت"، جسے تسلیم کرنا چاہیے، یہ ہے کہ اسی باب میں ملیرائٹ تحریک کا مرکزی عقیدتی ستون پیش کیا گیا ہے۔ ملر کو اس کا درخشاں ترین جواہر آیت چودہ میں ملا، اور ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہم اس "حقیقت" کا "اثر" نہر اولائی کی روپا پر سمجھیں، جو اب پورا ہونے کے عمل میں ہے۔

ملر کے خواب میں، جب صندوقچہ اس کے کمرے کے وسط میں رکھی گئی میز پر رکھا گیا، تو وہ سورج کی طرح روشن ہو گیا؛ مگر آخری ایام میں وہ صندوقچہ بڑا ہے اور جتنی چمک اس میں اُس وقت تھی جب اسے ابتدا میں ملر کی میز پر رکھا گیا تھا، اس سے دس گنا زیادہ چمکتا ہے۔ دریائے اولیٰ کے اسی روپا میں ایسی کیا بات ہے—جس میں ملرائٹ تحریک کا مرکزی ستون شامل ہے—جو آخری ایام میں اُس تعلیم کی روشنی کو دس گنا بڑھا دیتی ہے؟ آخری ایام میں کیا منکشف ہوتا ہے جو 1798 میں وقتِ آخر کے موقع پر منکشف نہ ہوا تھا؟ دریائے اولیٰ کے روپا کے "واقعات" کون سے ہیں جن کے بارے میں سسٹر وائٹ کہتی ہیں کہ "وہ اب تکمیل کے عمل میں ہیں"؟

اگر ہم دیانت داری سے ان پہلے تین حقائق کو یکجا کریں (نہر اولائی کا رؤیا، مسیح کا بطور پلمونی منکشف ہونا، اور مرکزی عقیدتی ستون)، تو ہمیں ایک سادہ مفروضہ قبول کرنے کے لیے آمادہ ہونا چاہیے جو نہر اولائی کے رؤیا کے ہمارے مطالعے پر اثر انداز ہوگا۔ یہ مجموعی حقائق اُن لوگوں کو آگاہ کرتے ہیں جو دیکھنا چاہتے ہیں کہ 1798 میں جس پیغام کی مہر کھولی گئی وہ ایسا پیغام تھا جو "وقت سے بندھا ہوا" تھا۔ وقت کی پیشین گوئی کے عنصر کے بغیر ملر کا پیغام وجود میں ہی نہ آتا۔

اس باب سے متعلق چوتھی "حقیقت" یہ ہے کہ میلرائٹس نے نیوتی وقت پر مبنی پیغام پیش کیا۔ اس حقیقت کو نمایاں کرنے کے لیے آیت تیرہ اور چودہ میں خدا مسیح میں بطور "عجیب شمار کرنے والا" (پلمونی) ظاہر کیا گیا۔ یہ خیال کہ یہ روپا صرف 22 اکتوبر 1844 کی نشاندہی کرنے پر مشتمل تھی—یعنی آیت چودہ کے دو ہزار تین سو دنوں کے اختتام کے طور پر—اس انکشاف پر ٹھنڈا پانی ڈالنے کے مترادف ہے جس میں خدا مسیح کے ذریعے پلمونی کے طور پر ظاہر ہوتا ہے۔

ایڈونٹزم کے علمائے الہیات نے بڑی محنت سے یہ کوشش کی ہے کہ دانی ایل کے اٹھویں باب کی تیرہویں آیت کے سوال کی اہمیت کو دفن کر دیں، تاکہ اپنی من گھڑت حکایات کے پکوان میں ایسا ذائقہ پیدا کریں جس کے بارے میں انہوں نے طے کر رکھا ہے کہ وہ اُن ناآگاہ لوگوں کو—جن کے کان خارش کرتے ہیں—ایڈونٹزم کے مرکزی ستون سے متعلق حقائق کی فکر سے بے پروا رکھے گا۔

وہ آیت مقدسہ جو سب سے بڑھ کر ایڈونٹسٹ ایمان کی بنیاد اور مرکزی ستون رہی تھی، یہ اعلان تھا: 'دو ہزار تین سو دن تک؛ پھر مقدس مقام پاک کیا جائے گا۔' [دانی ایل 8:14] یہ الفاظ اُن سب کے لیے مانوس تھے جو خداوند کے جلد آنے پر ایمان رکھتے تھے۔ ہزاروں کی زبانوں سے یہ نبوت اُن کے ایمان کے شعار کے طور پر دہرائی جاتی تھی۔ سب کا احساس تھا کہ اس میں جن واقعات کی خبر دی گئی ہے، انہی پر ان کی روشن ترین توقعات اور سب سے عزیز امیدیں موقوف ہیں۔ یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ یہ نبوتی ایام 1844 کی خزاں میں ختم ہوتے ہیں۔ عیسائی دنیا کے بقیہ لوگوں کی طرح، ایڈونٹسٹ اُس وقت یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ زمین یا اس کا کوئی حصہ مقدس مقام ہے۔ ان کا سمجھنا یہ تھا کہ مقدس مقام کی تطہیر سے مراد آخری عظیم دن کی آگ کے ذریعے زمین کی پاکیزگی ہے، اور یہ کہ یہ کام دوسری آمد پر ہوگا۔ چنانچہ یہ نتیجہ نکالا گیا کہ مسیح 1844 میں زمین پر واپس آئے گا۔

لیکن مقررہ وقت گزر چکا تھا، اور خداوند ظاہر نہ ہوا تھا۔ اہل ایمان جانتے تھے کہ خدا کا کلام باطل نہیں ہو سکتا؛ ضرور ان کی پیش گوئی کی تعبیر میں کچھ خرابی تھی؛ مگر غلطی کہاں تھی؟ بہت سے لوگوں نے جلد بازی میں یہ کہہ کر اس مشکل کی گتھی کاٹ دی کہ 2300 دن 1844 میں ختم ہی نہیں ہوئے تھے۔ اس کے لیے کوئی وجہ پیش نہیں کی جا سکتی تھی، سوائے اس کے کہ مسیح اُن کے متوقع وقت پر نہیں آئے تھے۔ وہ یہ دلیل دیتے تھے کہ اگر پیش گوئی کے دن 1844 میں ختم ہو گئے ہوتے، تو مسیح پھر لوٹ آتے تاکہ زمین کو آگ سے پاک کر کے مقدس کی تطہیر کریں؛ اور چونکہ وہ نہیں آئے، لہذا وہ دن ختم نہیں ہو سکتے تھے۔

اس نتیجے کو قبول کرنا نبوتی ادوار کے سابقہ حساب سے دستبردار ہونے کے مترادف تھا۔ یہ معلوم ہوا تھا کہ 2300 دن اُس وقت شروع ہوتے ہیں جب یروشلیم کی بحالی اور تعمیر کے لیے ارتخشستا کا فرمان نافذ ہوا، خزاں 457 قبل مسیح میں۔ اسے نقطہ آغاز مانتے ہوئے، دانی ایل 27:9-25 میں اس مدت کی تشریح میں پیشگوئی کیے گئے تمام واقعات کے اطلاق میں کامل ہم آہنگی پائی جاتی تھی۔ انہتر ہفتے، یعنی 2300 برسوں میں سے ابتدائی 483، مسیح، یعنی ممسوح، تک پہنچتے تھے؛ اور مسیح کا ہپتسمہ اور رُوح القدس سے ممسوح کیا جانا، سن 27 عیسوی میں، اس تعین کو بالکل پورا کرتا تھا۔ سترہویں ہفتے کے بیچ میں، مسیح منقطع کیا جانا تھا۔ اپنے ہپتسمہ کے ساڑھے تین سال بعد، مسیح مصلوب کیا گیا، بہار سن 31 عیسوی میں۔ یہ ستر ہفتے، یعنی 490 سال، خصوصاً یہودیوں سے متعلق تھے۔ اس مدت کے اختتام پر، قوم نے اس کے شاگردوں پر ظلم و ستم کر کے مسیح کے رد پر مہر لگا دی، اور رسول غیر یہودیوں کی طرف متوجہ ہو گئے، سن 34 عیسوی میں۔ یوں 2300 میں سے ابتدائی 490 سال ختم ہو چکے تھے، تو 1810 سال باقی تھے۔ سن 34 عیسوی سے 1810 سال بڑھانے پر 1844 تک پہنچتے ہیں۔ "تب، فرشتے نے کہا، 'مقدس پاک کیا جائے گا'۔ نبوت کی تمام پیشتر کی تصریحات مقررہ وقت پر بلاشبہ پوری ہو چکی تھیں۔ اس حساب کے ساتھ سب کچھ واضح اور ہم آہنگ تھا، سوائے اس کے کہ یہ نظر نہ آیا کہ 1844 میں مقدس کی تطہیر کے مطابق کوئی واقعہ پیش آیا ہو۔ یہ کہنا کہ اُن دنوں کا خاتمہ اُس وقت نہیں ہوا تھا، ساری بحث کو ابہام میں ڈال دینا تھا، اور اُن موقوفوں سے دستبردار ہونا تھا جو نبوت کی غیر قابل انکار تکمیلوں سے قائم ہو چکے تھے۔

"لیکن خدا نے اپنے لوگوں کی عظیم ایڈونٹ تحریک میں راہنمائی کی تھی؛ اس کی قدرت اور جلال اس کام کے ہمراہ رہے تھے، اور وہ اسے تاریکی اور مایوسی پر ختم ہونے کی اجازت نہ دیتا کہ اسے جھوٹی اور جنونی جوش و خروش کے طور پر ملامت کیا جائے۔ وہ اپنے کلام کو شک اور یقینی میں گھرا ہوا نہ چھوڑتا۔ اگرچہ بہتوں نے نبوتی ادوار کے اپنے سابقہ حساب کو چھوڑ دیا اور اس پر مبنی تحریک کی درستی سے انکار کیا، مگر دوسرے اُن ایمان اور تجربے کے نکات سے دستبردار ہونے پر آمادہ نہ تھے جو کلام مقدس اور روح خدا کی گواہی سے تائید یافتہ تھے۔ ان کا یقین تھا کہ انہوں نے نبوتوں کے مطالعے میں تعبیر کے درست اور مضبوط اصول اختیار کیے ہیں، اور یہ کہ پہلے سے حاصل شدہ سچائیوں کو مضبوطی سے تھامے رکھنا اور اسی بائبل تحقیق کے سلسلے کو جاری رکھنا ان کا فرض ہے۔ خلوص دل سے دعا کرتے ہوئے انہوں نے اپنے موقف کا جائزہ لیا، اور اپنی غلطی دریافت کرنے کے لیے کلام مقدس کا مطالعہ کیا۔ چونکہ وہ نبوتی ادوار کے اپنے حساب میں کوئی غلطی نہ دیکھ سکے، لہذا ان کی رہنمائی اس طرف ہوئی کہ وہ مقدس گاہ کے موضوع کا مزید قریب سے معائنہ کریں۔" عظیم کشمکش، 409، 410۔

ہمیں سسٹر واٹھ نے، اسی عبارت میں جہاں دریائے اولائی کے رویا کی نشاندہی کی گئی ہے، یہ بتایا ہے کہ "کلام خدا کے کہیں زیادہ گہرے مطالعے کی ضرورت ہے۔" علمائے الہیات دی گریٹ کنٹروورسی کی پچھلی عبارت میں "نبوتی ادوار" کے موضوع کو اس طرح پیش کریں گے گویا کہ "نبوتی ادوار" سے اُن کی مراد، جن تک سسٹر واٹھ اپنی توضیح کو محدود کر رہی ہیں، وہ پانچ پیشگوئیاں ہیں جن کی نمائندگی تئیس سو سالہ پیشگوئی کے اندر کی گئی ہے۔ آخرکار، ان کا دعویٰ ہے، ان پیشگوئیوں میں سے چار کو اس عبارت میں خاص طور پر زیر بحث لایا گیا ہے۔ لیکن اس موضوع کے "کہیں زیادہ گہرے مطالعے" سے ظاہر ہوتا ہے کہ جمع کی صورت میں "نبوتی ادوار" کی اصطلاح، سسٹر واٹھ کی تحریروں میں زیادہ درست طور پر ان دو پیشگوئیوں کی طرف اشارہ کرتی ہے جو 22 اکتوبر، 1844 کو پوری ہوئی تھیں۔

دو ہزار تین سو سال کے عرصے کے ضمن میں جبرائیل نے دانیال کے لیے پانچ مخصوص زمانی پیشگوئیاں متعین کیں۔ پہلی انچاس سال کی نشاندہی کرتی ہے، جب "گلیاں اور فصیلیں مصیبت کے زمانوں میں تعمیر کی جائیں گی۔" دوسری مسیح کا ہپتسمہ تھا، جو 457 قبل مسیح کے نقطہ آغاز سے چار سو

تراسی سال بعد ہوا۔ تیسری اُس کی مصلوبیت تھی، چوتھی نے یہ ظاہر کیا کہ چار سو نوے سال کے آخر میں—جو خاص طور پر یہودی قوم کے لیے مقرر کیے گئے تھے—انجیل غیر قوموں تک پہنچے گی، اور پانچویں، اور صرف پانچویں، وقت کی پیشگوئی 22 اکتوبر 1844 کو ختم ہوئی۔ پہلی چار زمانی پیشگوئیاں 1844 سے کافی پہلے ختم ہو چکی تھیں۔ تو پھر سسٹر وائٹ جب "نبوتی ادوار" کا جمع میں استعمال کرتی ہیں، جن کے 1844 میں ختم ہونے کی بات ہے، تو اس سے اُن کی مراد دراصل کیا ہے؟

میلر کے پیروکاروں کی پہلی مایوسی پر گفتگو کرتے ہوئے، وہ اس سوال کے جواب کی نشاندہی کرتی ہے:

میں نے خدا کے لوگوں کو امید و انتظار میں شاداں دیکھا، جو اپنے خداوند کے منتظر تھے۔ لیکن خدا نے ارادہ کیا کہ انہیں آزمائے۔ اس کے ہاتھ نے نبوتی ادوار کے حساب میں ایک غلطی پر پردہ ڈال دیا۔ جو اپنے خداوند کے منتظر تھے انہوں نے یہ غلطی دریافت نہ کی، اور جو وقت کے تعین کے مخالف تھے ان میں سے بڑے سے بڑے علما بھی اسے دیکھ نہ سکے۔ خدا نے چاہا کہ اس کی قوم ایک مایوسی سے دوچار ہو۔ وقت گزر گیا، اور جو اپنے نجات دہندہ کے لیے خوشی بھری امید کے ساتھ منتظر تھے وہ غمگین اور دل شکستہ ہو گئے، جبکہ جنہوں نے یسوع کے ظہور سے محبت نہ کی تھی بلکہ خوف کے باعث پیغام کو قبول کیا تھا، وہ اس بات سے خوش تھے کہ وہ وقتِ توقع پر نہ آیا۔ ان کے ایمان کے اقرار نے نہ دل کو متاثر کیا تھا نہ زندگی کو پاک کیا تھا۔ وقت کے گزر جانے کا واقعہ ایسے دلوں کو ظاہر کرنے کے لیے خوب موزوں تھا۔ وہی سب سے پہلے پلٹے اور ان غمگین و مایوس لوگوں کا مذاق اڑانے لگے جو حقیقتاً اپنے نجات دہندہ کے ظہور سے محبت رکھتے تھے۔ میں نے خدا کی حکمت کو دیکھا کہ اس نے اپنی قوم کو آزما کر انہیں ایک پرکھنے والی کسوٹی دی تاکہ وہ ان کو ظاہر کرے جو آزمائش کی گھڑی میں سہم کر پیچھے ہٹ جائیں گے۔

یسوع اور تمام آسمانی لشکر نے اُن لوگوں پر ہمدردی اور محبت کی نظر ڈالی جنہوں نے شیریں امید کے ساتھ اُس کے دیدار کی آرزو کی تھی جس سے اُن کی جانیں محبت کرتی تھیں۔ فرشتے اُن کے گرد منڈلا رہے تھے تاکہ آزمائش کی گھڑی میں انہیں سہارا دیں۔ جنہوں نے آسمانی پیغام کو قبول کرنے میں کوتاہی کی تھی وہ تاریکی میں چھوڑ دیے گئے، اور خدا کا غضب اُن پر بھڑک اٹھا، کیونکہ وہ اُس روشنی کو قبول نہیں کرتے تھے جو اُس نے اُن کے لیے آسمان سے بھیجی تھی۔ وہ وفادار، مایوس لوگ، جو یہ سمجھ نہ سکے کہ اُن کا خداوند کیوں نہ آیا، تاریکی میں نہیں چھوڑے گئے۔ پھر انہیں اپنی بائبلوں کی طرف رہنمائی کی گئی تاکہ وہ نبوتی ادوار کی تحقیق کریں۔ خداوند کا ہاتھ اعداد پر سے ہٹا دیا گیا، اور غلطی واضح ہو گئی۔ انہوں نے دیکھا کہ نبوتی ادوار 1844 تک پہنچتے تھے، اور وہی دلائل جو انہوں نے یہ دکھانے کے لیے پیش کیے تھے کہ نبوتی ادوار 1843 میں ختم ہو گئے، ثابت کرتے تھے کہ وہ 1844 میں ختم ہوں گے۔ ابتدائی تحریریں، 235-237۔

'نبوتی مدتیں' وہی 'نبوتی مدتیں' تھیں جو '1844' تک پہنچتی تھیں، جن کے بارے میں ملرائٹس نے ابتدا میں سمجھا تھا کہ وہ 1843 تک پہنچتی تھیں۔ جو 'نبوتی مدتیں' 1844 تک پہنچتی تھیں، وہ تین نبوتی مدتیں تھیں، اور سب کی نمائندگی حبقوق کی تختیوں پر کی گئی تھی۔ ان تین میں سے ایک مدت محض 1844 کو 'چھوتی' تھی، اور باقی دو 22 اکتوبر 1844 تک پہنچتی تھیں۔ تیرہ سو پینتیس دن کی مدت 1844 کے عین پہلے دن پر ختم ہوئی، جب ملرائٹس کی پہلی مایوسی پیش آئی، اور حبقوق باب دو اور متی باب پچیس میں دس کنواریوں کی تمثیل، دونوں کا تاخیر کا زمانہ شروع ہوا۔

دانی ایل باب آٹھ، آیت چودہ کے دو ہزار تین سو دن 22 اکتوبر 1844ء تک پہنچے، اور 'سات زمانے' کے دو ہزار پانچ سو بیس سال، جو یہوداہ کی جنوبی مملکت کے خلاف تھے، وہیں ختم ہوئے۔ دانی ایل باب آٹھ، آیت تیرہ میں پلمونی اپنا تعارف 'عجیب شمار کرنے والا' کے طور پر کرواتا ہے، اور اس کے بعد اس نے جو نبوی 'ساخت' اور 'خاکہ' پیش کیا، اس میں کم از کم دس باہم مربوط زمانی پیش گوئیاں شامل تھیں۔

ہم اگلے مضمون میں ان حقائق پر مزید غور کرنا شروع کریں گے۔

مسیح نے دنیا کو ایک ایسا سبق دیا جو ذہن و روح پر نقش ہو جانا چاہیے۔ انہوں نے کہا، 'یہی حیاتِ ابدی ہے کہ وہ تجھے، جو واحد حقیقی خدا ہے، اور یسوع مسیح کو جیسے تو نے بھیجا، جانیں۔' مگر شیطان انسانی ذہنوں پر اثر انداز ہوتا ہے، یہ کہہ کر کہ یہ یا وہ عمل کرو اور تم خداؤں کی مانند ہو جاؤ گے۔ فریب دہ منطق کے ذریعے اُس نے آدم اور حوا کو خدا کے کلام پر شک میں مبتلا کیا، اور اس کی جگہ ایک ایسا نظریہ پیش کیا جو گناہ اور نافرمانی تک لے گیا۔ اور اس کی فریب کاری آج بھی وہی کچھ کر رہی ہے جو عدن میں کیا تھا۔ جب مسیح ہماری دنیا میں آئے تو انہوں نے اپنی کلیسیا کی بنیاد کے طور پر فروتن ماہی گیروں کو منتخب کیا۔ انہی شاگردوں کو انہوں نے اپنی بادشاہی اور اپنی ماموریت کی نوعیت سمجھانے کی کوشش کی۔ مگر ان کی محدود سمجھ اُس کے لیے ایک رکاوٹ بن گئی۔ وہ کاتبوں اور فریسیوں کی باتیں سنتے آ رہے تھے، اس لیے جو کچھ وہ مانتے تھے اس کا بڑا حصہ غلط تھا۔ اور اگرچہ مسیح کے پاس انہیں کہنے کو بہت سی باتیں تھیں، پھر بھی وہ اس میں سے بہت کچھ سننے کے قابل نہ تھے جس کے پہنچانے کی وہ آرزو رکھتے تھے۔

"مسیح پاتے ہیں کہ اس زمانے کے اہل مذہب اس قدر غلط خیالات سے بھرے ہوئے ہیں کہ ان کے ذہنوں میں حق کے لیے کوئی جگہ نہیں رہتی۔ دی جانے والی تعلیم میں اساتذہ ملحد مصنفین کے خیالات ملا دیتے ہیں۔ یوں انہوں نے نوجوانوں کے ذہنوں میں کھوٹی گھاس کے بیج بو دیے ہیں۔ وہ ایسے خیالات کا اظہار کرتے ہیں جنہیں نہ نوجوانوں کے سامنے پیش کرنا چاہیے نہ بوڑھوں کے، اور کبھی یہ نہیں سوچتے کہ وہ کس قسم کا بیج بو رہے ہیں، یا اس کے نتیجے میں انہیں کیسی فصل کاٹنی پڑے گی۔" ریویو اینڈ پیرلڈ، 3 جولائی، 1900۔